قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 21 مارچ 2020ء | 25 رجب 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 70

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۱﴾

(المومن: 61)

ترجمہ: اور تمہارے ربّ نے کہا مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اپنے تئیں بالا سمجھتے ہیں ضرور جہنّم میں ذلیل ہوکر داخل ہوں گے۔

فرمانِ رسول ﷺ

اللہ کی پناہ مانگنا

حضرت عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چل رہا تھا تو آپؐ نے مجھے فرمایا پڑھو، میں نے عرض کیا، کیا پڑھوں؟ آپ نے پھر فرمایا کہ پڑھو، میں نے عرض کیا، کیا پڑھوں؟ پھر فرمایا پڑھو میں نے پھر عرض کیا، کیا پڑھوں۔ آپؐ نے فرمایا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ میں نے یہ سورۃ آخر تک پڑھی آپ نے پھر فرمایا پڑھ، میں نے عرض کیا، کیا پڑھوں؟ فرمایا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ میں نے یہ سورۃ بھی آخر تک پڑھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے بہتر سوال نہیں کیا جا سکتا اور اس سے زیادہ بہتر پناہ نہیں مانگی جا سکتی۔

(سنن نسائی کتاب الاِستعاذہ حدیث 5438)

فرمان خلیفہ وقت

اصل انقلاب دعاؤں سے آتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’کسی احمدی کے دل میں کبھی یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ ان دنیاداروں کی طرف سے دی جانے والی تکالیف کا ہمیں دنیاوی طریق سے جواب دینا چاہئے۔ اگر ہم کبھی بھی یہ طریق اختیار کریں گے تو اس تعلیم کے خلاف چل رہے ہوں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دی ہے اور نہ صرف اس تعلیم کے خلاف چل رہے ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی محروم ہو رہے ہوں گے اور کبھی وہ نتائج حاصل نہیں کر سکتے جن کا وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے اور پھر اس کے علاوہ ہم بھی اس گروہ میں شامل ہو جائیں گے جو فساد پیدا کرنے والا ہے، دنیا کا امن و سکون برباد کرنے والا ہے کیونکہ بدلہ لینے کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

ہاں جیسا کہ حدیث میں دنیاوی تدبیر کے بارے میں آتا ہے کہ اونٹ کے پاؤں باندھنے کا بھی حکم ہے۔ (الجامع لشعب الایمان جزء ثانی حدیث 1161)۔ اس لئے ہم قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے دنیاوی وسائل بھی استعمال کرتے ہیں اور کرنے چاہئیں اور یہ بات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے منشاء کے مطابق ہے لیکن سب بھروسہ اور سب توکّل ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے اور اس کے لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جب ہماری دعائیں ایک نقطہ پر پہنچ جائیں گی تو جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے۔ اگر ہم اپنا جائزہ لیں تو خود بخود پتہ چل جائے گا کہ کیا ہماری دعائیں اس نقطے پر یا اس کے قریب پہنچ رہی ہیں جو انقلاب لانے کا ذریعہ بنتی ہیں۔‘‘

(افتتاحی خطاب بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ مورخہ 3۔اگست 2018)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

دعا کی قبولیت کا ایک نشان

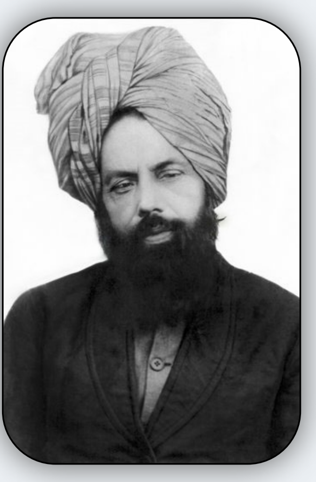

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’پانچواں نشان جو ان دنوں میں ظاہر ہوا وہ ایک دعا کا قبول ہونا ہے جو درحقیقت احیائے موتیٰ میں داخل ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبد الکریم نام ولد عبد الرحمن ساکن حیدرآباد دکن ہمارے مدرسہ میں ایک لڑکا طالب العلم ہے قضاء قدر سے اس کو سگِ دیوانہ کاٹ گیا۔ ہم نے اُس کو معالجہ کے لئے کسولی بھیج دیا۔ چند روز تک اس کاکسولی میں علاج ہوتا رہا پھر وہ قادیان میں واپس آیا۔ تھوڑے دن گزرنے کے بعد اس میں وہ آثار دیوانگی کے ظاہر ہوئے جو دیوانہ کتے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں اور پانی سے ڈرنے لگا اور خوفناک حالت پیدا ہو گئی۔ تب اس غریب الوطن عاجز کے لئے میرا دل سخت بیقرار ہوا اور دعا کے لئے ایک خاص توجہ پیدا ہو گئی۔ ہر ایک شخص سمجھتا تھا کہ وہ غریب چند گھنٹہ کے بعد مر جائے گا۔ ناچار اس کو بورڈنگ سے باہر نکال کر ایک الگ مکان میں دوسروں سے علیحدہ ہر ایک احتیاط سے رکھا گیا اور کسولی کے انگریز ڈاکٹروں کی طرف تار بھیج دی اور پوچھا گیا کہ اس حالت میں اُس کا کوئی علاج بھی ہے۔ اس طرف سے بذریعہ تار جواب آیا کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں مگر اس غریب اور بے وطن لڑکے کے لئے میرے دل میں بہت توجہ پیدا ہو گئی اور میرے دوستوں نے بھی اس کے لئے دعا کرنے کے لئے بہت ہی اصرار کیا کیونکہ اس غربت کی حالت میں وہ لڑکا قابل رحم تھا اور نیز دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ مر گیاتو ایک بُرے رنگ میں اس کی موت شماتتِ اعداء کا موجب ہوگی۔ تب میرا دل اس کے لئے سخت درد اور بیقراری میں مبتلا ہوا اور خارق عادت توجہ پیدا ہوئی جو اپنے اختیار سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور اگر پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے اذن سے وہ اثر دکھاتی ہے کہ قریب ہے کہ اُس سے مُردہ زندہ ہو جائے۔ غرض اس کے لئے اقبال علی اللہ کی حالت میسر آگئی اور جب وہ توجہ انتہا تک پہنچ گئی اور درد نے اپنا پورا تسلّط میرے دل پر کر لیا تب اس بیمار پر جو درحقیقت مُردہ تھا اس توجہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور یا تو وہ پانی سے ڈرتا اور روشنی سے بھاگتا تھا اور یایکدفعہ طبیعت نے صحت کی طرف رُخ کیا اور اس نے کہا کہ اب مجھے پانی سے ڈر نہیں آتا۔ تب اس کو پانی دیا گیا تو اُس نے بغیر کسی خوف کے پی لیا بلکہ پانی سے وضو کرکے نماز بھی پڑھ لی اور تمام رات سوتا رہااور خوفناک اور وحشیانہ حالت جاتی رہی یہاں تک کہ چند روز تک بکلی صحتیاب ہو گیا۔ میرے دل میں فی الفور ڈالا گیا کہ یہ دیوانگی کی حالت جو اس میں پیدا ہو گئی تھی یہ اس لئے نہیں تھی کہ وہ دیوانگی اس کو ہلاک کرے بلکہ اس لئے تھی کہ تا خدا کا نشان ظاہر ہو۔ اور تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ کبھی دُنیا میں ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ ایسی حالت میں کہ جب کسی کو دیوانہ کتے نے کاٹا ہو اور دیوانگی کے آثار ظاہر ہو گئے ہوں، پھر کوئی شخص اس حالت سے جانبر ہو سکے اور اس سے زیادہ اس بات کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جو ماہر اس فن کے کسولی میں گورنمنٹ کی طرف سے سگ گزیدہ کے علاج کے لئے ڈاکٹر مقرر ہیں اُنہوں نے ہمارے تار کے جواب میں صاف لکھ دیا ہے کہ اب کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔

اس جگہ اس قدر لکھنا رہ گیا کہ جب میں نے اس لڑکے کے لئے دعا کی تو خدا نے میرے دل میں القا کیا کہ فلاں دوا دینی چاہئے چنانچہ میں نے چند دفعہ وہ دوا بیمار کو دی آخر بیمار اچھا ہو گیا یا یوں کہو کہ مرِدہ زندہ ہو گیا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 480)

اس شمارہ میں

تعلق باللہ کیسے بڑھایا جا سکتا ہے ؟
اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رزق حلال کی اہمیت و برکات
حضرت چوہدری بدر الدین ؓ راہوں ضلع جالندھر
سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اور نہرو رپورٹ

دربارِ خلافت

سچ کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 19۔ اکتوبر 2003ء کو لجنہ و ناصرات یوکے کے سالانہ اجتماع کے موقع پر فرمایا:

’’سچ ایک ایسی بنیادی چیز ہے کہ اگر یہ پیدا ہو جائے تو تقریباً تمام بڑی بڑی برائیاں ختم ہو جاتی ہیں اور نیکیاں ادا کرنے کی توفیق ملنا شروع ہو جاتی ہے ۔ تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب ایک شخص حاضر ہوا تھا اوراس نے عرض کی کہ میرے اندر اتنی برائیاں ہیں کہ میں تمام کو تو چھوڑ نہیں سکتا مجھے صرف ایک ایسی بیماری یاکمزوری یا برائی کے بارے میں بتائیں جس کو میں آسانی سے چھوڑ سکوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سب سے زیادہ انسان کی نفسیات اورفطرت کو سمجھنے والے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔ تم یوں کروکہ صرف جھوٹ بولنا چھوڑ دو ۔

وہ شخص بڑا خوش ہواکہ چلویہ تو بڑا آسان کا م ہے اٹھ کر چلا گیا اور اس وعدے کے ساتھ اٹھاکہ آئندہ کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔ رات کو جب اس کو چوری کا خیال آیاکیونکہ وہ بڑا چور تھا اس کو خیال آیا کہ اگر چوری کرتے پکڑا گیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوں گا اور اقرار کرتا ہوں تو سزا ملے گی، شرمندگی ہوگی اگر انکار کیا تو یہ جھوٹ ہے۔ تو جھوٹ میں نے بولنا نہیں کیونکہ وعدہ کیا ہواہے تو آخر اسی شش و پنج میں ساری رات گزر گئی اور وہ چوری پر نہ جاسکا۔ پھر زنا کا خیال آیا تو پھر یہی بات سامنے آگئی شراب نوشی اور دوسری برائیوں کا خیال آیا تو پھر یہی پکڑے جانے کا خوف اور جھوٹ نہ بولنے کا عہد یا د آتا رہا۔ آخر کار ایک دن وہ بالکل پاک صاف ہو کر حاضر ہوا اور کہا کہ اس جھوٹ نہ بولنے کے عہد نے میری تمام برائیاں دور کر دی ہیں تو یہ ہے سچ کی برکت کہ صرف عہد کرنے سے ہی کہ میں سچ بولوں گا برائیاں دور ہوگئیں۔

تو جب کسی موقع پر آپ سچ بول رہی ہوں گی اور سچ کا پرچار کر رہی ہوں گی تو پھر اس میں کس قدربرکتیں ہوں گی بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ذاتی گھریلو رنجشیں عہدہ داروں کے خلاف جھوٹی شکایتوں کی وجہ بن رہی ہوتی ہیں اور جب تحقیق کرو تو پتہ لگتاہے کہ اصل معاملہ تو دیورانی جٹھانی کا یا نند بھابھی کایا ساس بہو کا ہے نہ کہ جماعتی مسئلہ ہے اس لئے ہمیشہ سچ کو مقدم رکھیں سچ کو سب چیزوں سے زیادہ آپ کی نظر میں اہمیت ہونی چاہیے۔ سچی گواہی دیں۔ اپنے بچوں کو سچ بولنا سکھائیں۔ یہاں پر پھر میں وہی بات کہوں گا کہ بچوں کوسکولوں میں سچ بولنے کی اہمیت بہت زیا دہ ہے اس معاشرہ میں اور اس کی تعلیم بھی دی جاتی ہے سکولوں میں بتا یا جاتا ہے کہ سچ بولنا ہے۔ تو جب بچہ گھر آتا ہے تو ایسی مائیں یا باپ جن کو نہ صرف سچ بولنے کی آپ عادت نہیں ہوتی بلکہ بچوں کو بھی بعض دفعہ ارادۃً یا غیر ارادی طور پر جھوٹ سکھا دیتے ہیں۔ مثلاً اسی طرح کہ گھر میں آرام کر رہے ہیں۔کوئی عہدہ دار سیکرٹری مال یا صدر یا کوئی مرد آیا یا کوئی عورت لجنہ کی آگئی تو کسی کام کے لئے۔ تو بچہ کو کہہ دیا کہ چلو کہہ دو جاکے کہ گھر میں نہیں ہے ۔

یہ تو ایک مثال ہے۔ اس طرح کی اور بہت ساری چھوٹی چھوٹی مثالیں ہیں۔چا ہے یہ بہت تھوڑی ہی تعداد میں ہوں مگر ہمیں یہ بہت تھوڑی تعداد بھی برداشت نہیں جو سچ پر قائم نہ ہو ۔کیونکہ اس تھوڑی تعداد کے بچے اپنے گھر سے غلط بات سیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ خود مذہب سے دور جارہے ہوتے ہیں کہ سکول میں تو ہم کو سچ بولنا سکھا یاجارہاہے اور گھر میں جہاں ہمارے ماں باپ ہمیں کہتے ہیں کہ مذہب اصل چیز ہے نمازیں پڑھنی چاہئیں نیک کام کرنے چاہئیں اور اپنا عمل یہ ہے کہ ایک چھوٹی سے بات پر، کسی کو نہ ملنے کے لئے جھوٹ بول رہے ہیں۔‘‘

(الفضل 8 مارچ 2004ء)

’’گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو‘‘

دشمنوں کو بھی نہ پیارو تم کبھی دشنام دو
ہر طرف ہر قوم کو تم امن کا پیغام دو

ساقی کوثر کے ہو تم جانے پہچانے غلام
اسود و احمر کو تم اس میکدے کا جام دو

جس خدا کو ہم نے مانا وہ ہے رب العلمین
تم بلا تخصیص ہر ذی روح کو آرام دو

حق نے بخشا ہے تمہیں اک ارفع و اعلیٰ مقام
تم یدِعلیا بنو خیرات صبح و شام دو

جادۂ حق سے الگ تم کو نہ کوئی کر سکے
اپنے ایماں کے شجر کو اتنا استحکام دو

انتقامِ ظلم لینا ظلم سے بے سود ہے
شاہِ بطحاؐ کی طرح بخشش کا فیضِ عام دو

ہم کو اے شبیرؔ یہ تعلیم ہے پیشِ نظر
’’گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو‘‘

چوہدری شبیر احمد

جمیل احمد بٹ

تعلق باللہ کیسے بڑھایا جا سکتا ہے ؟

اللہ سے تعلق انسانی سرشت میں داخل ہے ۔ اسی سبب اپنی پیدائش سے بھی قبل اس نے یہ اقرار کیاکہ اللہ اس کا رب ہے ۔ یہ مکا لمہ قرآن کریم میں یوں مرقوم ہے کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ انہوں نے کہاکیوں نہیں ہم گواہی دیتے ہیں(اعراف:173)

یہ تعلق محبت کا ہے:حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ

لفظ تعلق عَلَق سے ہے جس کے ایک معنی محبت بھی ہوتے ہیں پس (علق:3) کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ انسان کی فطرت میں اس نے اپنی محبت کا مادہ رکھ دیا ہے۔تعلق باللہ کاحصول انسان کا سب سے بڑا فرض ہے۔

اللہ سے محبت کے تعلق کو بڑھانے کے10ممکنہ ذرائع درج ذیل ہیں۔

اللہ پر ایمان اور معرفت

حسنِ باری تعالیٰ اور اس کی صفات کا علم اللہ پر ایمان اور اس کی معرفت کو بڑھاتا ہے۔ اور نتیجتاً محبت کو بھی۔ کہ محبت کی محرک دو ہی چیزیں ہیں ایک حسن جس کے مشاہدہ سے طبعاً محبت پیدا ہوتی ہے اوردوسرے احسان ۔ا للہ کے حسن و احسان کے اس ادراک کے لئے کھلی آنکھوں اور بیدار ذہن کے ساتھ ان بے شمار نعمتوں پر توجہ اور غور و فکر کرنا نکتہ ٔ آغاز ہے جو اللہ نے انسانی زندگی کی پیدائش ، اس کے برقرار رکھنے، سہل کرنے اورانجام کار اس کی نجات کے لئے عطا کی ہیں اور جن کے بارے میں اللہ نے خودفرمایا ہے کہ اوراگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو کبھی ان کا شمار نہ کر سکو گے۔ (ابراہیم :35)

اللہ تعالیٰ کے محیطِ کل حسن و احسان کا بڑھتاہوا یہ ادراک بتدریج دلوں میں اللہ کی محبت بڑھانے کا ابتدائی ذریعہ ہے۔

ذکرِ الٰہی

محبت بالطبع محبوب کے ذکر کی متقاضی ہے۔ ذکرِ الٰہی کی طرف راغب رکھنے کے لئے اللہ فرماتا ہے کہ پس میرا ذکر کیا کرو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا۔ (بقرہ:153)

اللہ کا ذکر عبادتِ الٰہی کا مضمون ہے ۔ یہی انسان کی پیدائش کی غرض ہے ۔ جیسا کہ فرمایا اور میں نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔

(الذاریات:57)

اسوہ ٔ رسول ﷺ میں اٹھنے، بیٹھنے ، سونے، جاگنے، کھانے پینے غرضیکہ انسانی زندگی کی ہر حرکت اور سکون اورکارروائی کے مواقع پر دعاؤں کے ملنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذکرِ الٰہی ایک ہمہ وقت شغل ہے۔ ان کے ساتھ نماز ، روزہ ، حج اور زکوٰۃ کے فرائض اوردیگر عبادات اور قربانیاں اس کے مزید ذرائع ہیں ۔ ہر موقع پر اللہ کا ذکر اور نمازوں کی اس کے تقاضوں کے مطابق ہر روز ادائیگی انسان کو تعلق باللہ کی طرف متوجہ رکھتی ہے اور اس کو اس درجہ تک لے جانے میں مدہے کہ جب اس کا دل مسجد سے اٹک جاتا ہے ۔یہ ذکر الٰہی اللہ سے تعلق کو بڑھانے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے ۔

نوافل

نوافل مقرر کردہ خدمت میں زیادتی ہے ۔ یعنی فرض نماز، روزہ اور مالی قربانی سے زائد کرنا ۔یہ زائد خدمت محبتِ الٰہی کو پانے کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ حدیثِ قدسی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا :

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے ، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے ، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے ، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے او اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ کسی (چیز) سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں“ (صحیح بخاری کتاب الرقاق)

پس نمازِ تہجد کی باقاعدہ ہر روز ادائیگی اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیں دو رکعات نفل روزانہ اور ہر پیر یا جمعرات کو نفلی روزہ رکھنے اور دعاؤں کو بار بار دہرانے کی نصیحت فرمائی ہے۔ ان پرتواتر سے عمل کرنااوراسی طرح زائد مالی قربانی کرنا بھی نوافل ہیں اور تعلق باللہ کو بڑھانے کا ذریعہ ہیں ۔

مجاہدہ

مجاہدہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو اس کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

اور جو کچھ ہم نے انہیں رزق دیاہے اس میں سے (خدا کی راہ) میں خرچ کرتے ہیں۔ (البقرہ:4)اللہ کی بخشی ہوئی نعمتوں میں جان، مال، عقل ، علم ، فہم اور ہنر غرضیکہ سب طاقتیں شامل ہیں۔ ان سب کو دینی ضرورتوں اور اس کے بندوں کے فائدہ لئے خرچ کرنے کا یہ حکم جانی اورمالی قربانی اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حکم ہے۔

جان و مال کی قربانی الٰہی جماعتوں کا شعار رہا ہے۔ ان کے ایمان کی مضبوطی اور حق کے پھیلاؤ کے لئے ان سے قربانیوں کا مطالبہ ہوتا ہے ۔ اس بارے میں یہ سنت اللہ یہی ہے جیسا کہ فرمایا اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے۔ (البقرہ:156)

دوسرے بنی نوع انسان کے حقوق کی ادائیگی، ان کی خدمت اور ان کے کام آنا دین کا نصف ہے جبکہ دوسرا نصف حقوق اللہ کی ادائیگی ہے۔ لوگوں کے کام آنا اور ان کی خاطر اپنا وقت اور مال دینا اور تکلیف اٹھانا بسا اوقات دینی فرائض کی بجا آوری پر بھی بھاری ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ فارسی زبان کا مقولہ ہے کہ

دل بہ دست آور کہ حجِ اکبر است

یعنی دلوں کو اپنا بناؤ کہ یہ حجِ اکبر ہے۔اس کی بہت سی مثالیں ہم سنتے اور پڑھتے ہیں۔

غرضیکہ اپنی تمام موجود صلاحیتوں، اموال اور نعماء کو دینی اغراض اور اہل دنیا کی ضروریات کے لئے بھی خرچ کرنا اللہ سے تعلق کی راہیں کھولتا ہے ۔

صحبتِ صالحین

انسان طبعاً نمونہ کا محتاج ہے اور کامل نمونہ شوق کو اور زیادہ کرتا ہے۔ اللہ نے اچھوں کی صحبت اختیار کرنے کا یہ حکم فرمایا ہے کہ تم ان لوگوں کی صحبت اختیار کروجوراستبازہیں(التوبہ :119)
قرب کا اثر ایک عام مشاہدہ کی بات ہے۔ وہ مٹّی بھی خوشبو دینے لگتی ہے جس پر گلاب کے پھول کھلتے ہیں۔آنحضور ﷺ کی درج ذیل حدیث میں بھی اسی کا اظہار ہے فرمایا:

”برے ہم نشین اور اچھے ہم نشین کی مثال عطار اور لوہار کی مثال ہے ۔ عطار کے پاس اگرتو بیٹھا ہو گا تو یا وہ تجھے تحفہ دے گا ۔یا تو اس سے خوشبودار چیز مول لے گا۔ ورنہ کم سے کم خوشبو تو تجھے پہنچے ہی گی اور لوہار کے پاس بیٹھنے کی صورت میں تیرے کپڑے جلیں گے ۔ورنہ دھوئیں کی بو تو تجھے دکھ دے گی ہی“

احمدیوں کی آپس کی دوستیاں،جماعتی پروگراموں اور اجتماعات میں شرکت اسی غرض سے ضروری ہے۔ اب تو MTAکے ذریعہ دنیا میں موجود سب سے راستبازوجود کے ساتھ بھی وقت گزارنا ممکن ہو گیا ہے۔ پس ایم ٹی اے کے ساتھ وقت گزارنا اور اس کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے روحانی مائدہ کازیادہ سے زیادہ حصول تعلق باللہ بڑھانے کا ایک اہم ذریعہ ہے ۔

اس حکم میں بد صحبت سے اجتناب بھی شامل ہے۔ یعنی دنیوی اور دینی ہر دو لحاظ سے بدوں سے دوستی نہ رکھی جائے۔ وہیں اس کا یہ بھی تقاضا ہے کہ انٹرنیٹ پر موجود گند کو بھی بد صحبت شمار کر کے اس سے دور رہا جائے اور پورے طور پر بچا جائے ۔

ویسا بننا جن سے اللہ محبت کرتا ہے

قرآنِ کریم میں اللہ نے کئی جگہ ایسے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جن سے وہ محبت کرتا ہے ۔تعلق باللہ بڑھانے کے لئے ان جیسا بننا یقینا ایک مفید ذریعہ ہے ۔ قرآن کریم میں علی الترتیب ایسے درج ذیل گروہوں کا ذکر ہے:

توّابین (البقرہ:223) متطھّرِین(بقرہ:223) متقین(آلِ عمران:77)
صابرین (آلِ عمران :147) محسنین (آلِ عمران :149) متوکّلین (آلِ عمران 149:) مقسطین (مائدہ :43) اور اتباع رسول کرنے والے (آلِ عمران:23) ان سب سے اللہ محبت کرتا ہے۔

ان ناموں کی کسی قدر وضاحت درج ذیل ہے:

توابین: یہ گناہ پر ندامت کرنے والے اور اللہ کی بارگاہ میں جھکنے والے ہیں۔

متطھرین : اللہ کی خاطر ظاہری پاکیزگی اختیار کرنے والے کہ یہ باطنی طہارت کی راہ ہے۔

متقین: تقویٰ اختیار کرنے والے۔ اللہ سے ڈرنے والے۔یہ وہ خوف ہے جو اپنے پیاروں کی ناراضگی کا ہوتا ہے۔ اور جس کی بنیاد محبت ہوتی ہے۔ متقی اللہ کے لئے اچھے کام کرتے اور بُرے کام اور چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے بھی بچتے ہیں۔ مخفی امور میں بھی رضائے الٰہی کو مقدم کرتے ہیں اور ہر معاملہ میں اللہ کو ڈھال بناتے ہیں ۔ تقویٰ کے بارے میں حضرت مسیح موعود نے بہت توجہ دلائی ہے ۔آپ کے منظوم کلام میں سے تین مصرعے ۔

ہر اک نیکی کی جڑھ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑھ رہی سب کچھ رہا ہے
وہ دور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دور ہیں

صابرین: قبولیت ِ حق کے سبب مخالفین کے ہاتھوں دکھ، تکلیف اور حق تلفیاں، مضبوطیٔ ایمان کے لئے تقدیرِ الٰہی کے تحت ابتلا، قضا و قدر کے ہاتھوں آزمائش اور قانون ِ قدرت کے نتیجہ میں نقصان اور قریبیوں سے بچھڑنا،ان سب مواقع پر دلی بشاشت سے صبر کرنے والے اس زمرہ میں آتے ہیں۔

محسنین: ا حسان کرنے والے ۔ یہ خدمتِ خلق کا میدان ہے ۔ ضرورت منداور حاجت مند کو اللہ نے اپنے سے قریب جانا ہے ایک حدیثِ قُدسی کے مطابق بھوکے کو کھانا نہ کھلانا ، ننگے کو کپڑے نہ پہنانا ، ضرورت مند کی حاجت پوری نہ کرنے کو اللہ نے خود اپنے آپ کو نہ کھلانا ، نہ پہنانا ، اور خود کی حاجت روائی نہ کرنا فرمایا ہے ۔

حدیثِ مبارکہ اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ کے تحت تمام مخلوق کو اللہ کی عیال جاننا ،پھر اس عیال کی محبت ،قربانی اور ایثار کے جذبہ کے ساتھ خیر خواہی کرنا ، ان کے کام آنا اور جو کچھ اللہ نے ہمیں دیا ہے اس میں سے ان کے لئے خرچ کرنا اور آنحضرت ﷺ کی اتباع میں ان کی ہدایت کے لئے بے چین رہ کر کوشش کرنا سب احسان میں داخل ہے ۔

متوکلین : اللہ پر توکل کرنے والے ۔ ہر طرح پوری تدبیر کا نتیجہ اللہ پر چھوڑ دینا توکل ہے ۔ اس میں اسباب رعایت کی ترتیب ہے یعنی پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھناپھر خدا پر توکل کر کے اسے چھوڑ نا۔ یہ اپنی کوشش کو کافی نہ سمجھنے اور نتیجہ ہر حال میں اللہ کے ہاتھ میں ہونے کا درس ہے ۔ یہ سوچ اللہ کے قریب کرنے والی ہے ۔

مقسطین: انصاف کرنے والے۔ ہر حال میں انصاف سے کام لینا۔ خواہ فیصلہ اپنے دوست اور عزیز کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ یہ اخلاق کا اعلیٰ معیار ہے کہ انصاف کے معاملہ میں اپنے پرائے میں کوئی فرق نہ کیا جائے ۔یہ اللہ کے قریب کرنے والا ہے ۔

اتباعِ رسول کرنے والے:ان چند گروہوں کے علیحدہ ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کی خوشخبری ان سب لوگوں کو بھی دی ہے جو آنحضرت ﷺ کی اتباع کریں ۔ جیسا کہ فرمایا :اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تو اللہ تم سے محبت کرے گا ۔ (آل عمران:32)

آنحضرت ﷺ تعلق باللہ کے انتہائی مقام تک پہنچے ۔ اس لئے آپ ﷺ کی کامل پیروی اور اپنے ہر فعل ، قول ، حرکت اور سکون میں آپ ﷺ کے نمونہ کے مطابق کرنا اللہ کے تعلق کا ایک یقینی ذریعہ ہے ۔

ایسا نہ بننا جن سے اللہ محبت نہیں کرتا

قرآنِ کریم میں ایسے لوگوں کا بھی ذکر ہے جن سے اللہ محبت نہیں کرتا ۔ جب ہم اللہ سے تعلق کو بڑھانا چاہتے ہیں تو یہ لازم ٹھہرتا ہے کہ ہم ان سب باتوں سے مکمل احتراز کریں جن کے کرنے والوں سے اللہ محبت نہیں کرتا۔ ان لوگوں میں یہ شامل ہیں:

مُخْتَالًا(نساء :37) متکبر : جو اپنی شان بڑی سمجھیں اور اس پر تکبر کر کے دوسروں کو حقیر و ذلیل سمجھیں ۔

فَخُوْرًا (نساء :37) بے جا فخر کرنے والے:جو اللہ کی عطا کردہ صلاحیتوں کو اپنا ذاتی وصف سمجھ کر اس پر بے جا فخر کریں ۔

اَلْمُفْسِدِیْنَ(مائدہ :65) جو زمین پر فساد کرتے ہیں اور ناانصافی سے حق تلفی ۔

اَلْمُعْتَدِیْنَ(مائدہ:88) حد سے گزرنے والے۔ جو خدا تعالیٰ کی مقررکردہ حدود و قیود کو توڑیں۔ خواہ افراط سے خواہ تفریط سے ۔

اَلْمُسْرِفِیْنَ (انعام:142) فضول خرچی کرنے والے ۔ ضرورت سے زیادہ لینا ، زیادہ کھا لینا،ضائع کردینااہل و عیال کی پرواہ کئے بغیر خیرات کر دینا سب اس میں شامل ہے ۔

خَوَّان (حج :39) جو اپنے میں خیانت کا مادہ رکھتا ہو ۔

کَفُوْرٍ(حج :39) ناشکرا : جو نا شکر گزار ہو۔ یہ احسان فراموشی ہے جو نا پسندیدہ ہے کیونکہ حکم یہی ہے کہ:لَئِنْ شَکَرْتُمْ... (ابراہیم :8) اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا ۔

اَلْفَرِحِیْنَ (قصص:77) اِترانے والا : جو عارضی لذات اور چھوٹی کامیابیوں پر شیخی بگھارے اور اترائے ۔

الظّٰلِمِیْنَ(شوریٰ :141) ظالم : جو ابتداً زیادتی کرتے ہیں یا وہ جو بدلہ لینے میں زیادتی کرتے ہیں اور جوش انتقام میں خود ظالم ہو جاتے ہیں ۔

استقامت

تعلق باللہ کی منزل استقامت کو چاہتی ہے ۔ راہ کی مشکلات اور آزمائشوں پر ثابت قدم رہنا پیچھے نہ ہٹنابلکہ ہر چہ باداباد کہہ کر گردن رکھ دینا اور قضاء و قدر کے آگے دَم نہ مارنا ہی وہ استقامت ہے جس سے خدا ملتا ہے ایسا کرنے والوں پر قرآنِ کریم نے فرشتے اترنے کی نوید دی ہے :

یقیناً وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ اللہ ہمارا ربّ ہے، پھر استقامت اختیار کی اُن پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ یہ تعلق باللہ بڑھانے کا ایک یقینی ذریعہ ہے ۔ (حٰم سجدہ :31)

یقین

یہ یقین کہ تعلق باللہ میں بڑھنا ایک ممکن بات ہے۔ انسان کو جدوجہد پر اکساتا ہے اور ان کوشش کرنے والوں کو اللہ راہ دکھا تا ہے ۔ جیسا کہ فرمایا اور وہ لوگ جو ہمارے بارہ میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں ضروراپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے۔ (العنکبوت:70) جیساکہ اصول ہے کہ جویندہ یابندہ یعنی جو ڈھونڈتا ہے سو پاتا ہے ۔ اس بارے میں آنحضرت ﷺ نے یہ خبر دی ہے :

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ میری جانب ایک بالشت بھر آئے گا تو میں اُس کی طرف ایک ہاتھ جاؤں گا ۔ اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو میں اُس کی طرف دو ہاتھ جاؤں گا ، اگر وہ میری طرف چل کر آئے گا تو میں اُس کی طرف دوڑ کر آؤں گا۔

(ترمذی ابواب الدعوات)

دعا

تعلق باللہ میں بڑھنے کا وہ آخری ذریعہ جس کا اس وقت ذکر کرنا ہے وہ دعا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو قبولیتِ دعا کی بشارت دی ہے جیسا کہ فرمایااُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المؤمن:61) تم دعا کرو میں قبول کرو ں گا۔ دعا کی طرف بار بار رغبت دلائی گئی ہے کیونکہ خدا کو پانا خدا کی مدد کے ساتھ ممکن ہے ۔ خود آقاو مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ جواللہ سے تعلق میں تمام مخلوق سے آگے تھے ۔ دعائیں کرتے تھے ۔ ایسی دو دعائیں یہ ہیں۔

i۔ترجمہ: اے اللہ ! مجھے اپنی محبت عطا کر اور اس کی محبت بھی جس کی محبت مجھے تیرے حضور فائدہ بخشے ۔ اے اللہ ! میری محبوب چیزیں جو تو مجھے عطا کرے ان کو اپنی محبوب چیزوں کی خاطر میرے لئے قوت کا ذریعہ بنا دے اور میری جو پیاری چیزیں تو مجھ سے علیحدہ کر دے ان کے بدلے اپنی پسندیدہ چیزیں مجھے عطاکر دے ۔

ii۔ترجمہ:اے میرے اللہ ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور ان کی محبت جو تجھ سے محبت کرتے ہیں۔اور اس عمل کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔اے میرے خدا ایسا کر کہ تیری محبت مجھے اپنی جان، اپنے مال، اپنے اہل و عیال اور ٹھنڈے میٹھے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہو جائے۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

حرفِ آخر

انسانی زندگی کاحاصل یہی ہے کہ دل میں موجود اللہ سے تعلق کی چنگاری کو ہوا دے کر اس درجہ کو پہنچایا جائے کہ اس کا سب کچھ اللہ کا ہو جائے اور دل کی پنہانیوں سے یہ صدا بلند ہو کہ یقیناً میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور مرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے۔ (انعام :163)

اللہ کرے کہ ہم سب تعلق باللہ میں اس درجہ بڑھنے والے ہو جائیں۔آمین

مرزافرحان بیگ۔بینن

جلسہ جات یومِ مصلح موعودؓ بینن

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمد یہ بینن کو ماہِ فروری 2020ء میں یوم مصلح موعودؓ کے حوالے سے ملک بھر میں متعدد پروگرامز کرنے کی توفیق ملی ۔ ان پروگرامز کے انعقاد کے لئے سنٹرل مبلغین کے ساتھ ساتھ لوکل مبلغین، معلمین اور مقامی جماعتوں نے بھی بہت جوش و خروش سے حصہ لیا۔ 14 ریجنز کے ریجنل مبلغین کی طرف سے موصولہ رپورٹس کے مطابق ملک بھر میں 165 پروگرامز میں 5ہزار973 احمدی اور 458 غیر از جماعت احباب نے شرکت کی۔ ان پروگرامز میں پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ کی اہمیت، حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں سمیت حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ جماعت کو ملنے والی ترقیات اور دیگر موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت اور ان پروگرامز کے شاملین کو حتی الوسع حضرت مصلح موعودؓ سے متعلق پیشگوئی کو سمجھنے اور ان کی سیرت طیبہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور اس ذریعہ سے بھی احبابِ جماعت کو خلافتِ احمدیہ کے ساتھ اپنا عہد نبھانے والا بنائے ۔ آمین

حافظ عبدالحمید

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

رزق حلال کی اہمیت و برکات

رزق کے لغوی معنی ’’عطا‘‘ کے ہیں خواہ دنیاوی عطا ہو یا اخروی۔ عربی زبان میں رزق اللہ تعالیٰ کی ہر عطاکردہ چیز کو کہا جاتا ہے۔مال، علم،طاقت، وقت، اناج سب نعمتیں رزق میں شامل ہے۔ غرض ہر وہ چیز جس سے انسان کو کسی نہ کسی رنگ میں فائدہ پہنچتا ہو وہ رزق ہے۔ رزق کے ایک معنی نصیب بھی ہیں۔جو غذا پیٹ میں جائے اس کو بھی رزق کہتے ہیں۔

دینی اصطلاح میں جائز ذرائع سے روزی کمانا رزقِ حلال کہلاتا ہے ۔ناجائز ذرائع سے حاصل کیا گیا مال دین کی نظر میں حرام ہے۔ ہمارا پیارا دین ہمیں یہ تاکید فرماتا ہے کہ تمہارا کھانا پینا نہ صرف ظاہری طور پر پاک و صاف ہو بلکہ باطنی طور پر بھی طیب و حلال ہو ۔جائز طریقے سے حلال روزی کمانا اور کھا نا اسی طرح فرض ہے جس طرح دوسرے ارکان دین پر عمل کرنا ۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ۔ تم میں سے جو شخص رسی لے کر جنگل میں جاتا اور وہاں سے لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اٹھا کر بازار میں لا کراُسے بیچتا ہے اور اس طرح اپنا گزارہ کرکے اپنی آبرو اور خودداری پر حرف نہیں آنے دیتا ۔وہ بہت ہی معزز ہے اور اس کا یہ طرز عمل لوگوں سے بھیک مانگنے سے ہزار درجہ بہتر ہے ۔نہ معلوم وہ لوگ اس کے مانگنے پر اسے کچھ دیں یا نہ دیں ۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض کی طرح محنت کی کمائی بھی فرض ہے ۔ (مشکوٰۃ)

حکمتوں کے بادشاہ ہمارے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کا فرمان اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ یعنی حلال روزی کمانے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہوتا ہے اور طَلَبُ الْحَلَالِ جِھَادٌ حلال رزق طلب کرنا بھی جہاد ہے۔آپؐ کے اِن فرمو دات عالی شان نے معاشرے میں کسبِ حلال اور محنت مزدوری کرنے والوں کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکیزہ خوراک وہ ہے جو تم خود کما کر کھاؤ اور تمہاری اولاد بھی تمہاری عمدہ کمائی میں شامل ہے۔

(ترمذی ابواب الاحکام باب ان الوالدیاخذ مال والدہ)

حضرت مقدادؓ بیان کرتے ہیں ۔کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ۔اپنے ہاتھ سے کمائی ہوئی روزی سے بہتر کوئی روزی نہیں ۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤدؑ اپنے ہاتھ کی کمائی کھایا کرتے تھے ۔

(بخاری کتاب البیوع)

حضرت رافع بن خدیجؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے کسی نے پوچھا کون سا ذریعہ معاش بہترہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاتھ کی محنت، دستکاری اور صاف ستھری تجارت بہترین ذریعہ معاش ہیں ۔ (مسند احمد بن حنبل جلد4صفحہ 141 نسخہ میمنیہ)

حضرت مصلح موعودؓ نے مؤرخہ 28 دسمبر 1937ء کو جلسہ سالانہ کے خطاب میں فرمایا:

’’آنحضرت ﷺ رزقِ حلال کے متعلق فرماتے ہیں اَلْعِبَادَۃُ عَشَرَۃُ اَجْزَاء ... کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے دس حصے ہیں ایک حصہ عبادت کا تو نماز، روزہ، حج،اورزکوٰۃ ہے مگر عبادت کے نو حصے رزق حلال کھانا ہے ۔

فرمایا : پھر کما کر گزارہ کرنا بھی اسلام کا جزو ہے۔چنانچہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں ایک دفعہ صحابہؓ آئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک شخص رات دن عبادت میں لگا ہوا ہے فرمائیے وہ سب سے اچھا ہوا یا نہیں ؟انبیاء کا بھی کیسا لطیف جواب ہوتا ہے آپؐ نے فرمایا جب وہ رات دن عبادت میں لگا رہتا ہے تو کھاتا کہاں سے ہے ؟ انہوں نے عرض کیا لوگ دیتے ہیں آپؐ نے فرمایا تو پھر جتنے اُسے کھانے پینے کے لئے دیتے ہیں وہ سب اس سے بہتر ہیں ۔

اسی طرح حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ مجلس میں بیٹھے تھے کہ پاس سے ایک نوجوان گزرا جو نہایت لمبا، مضبوط اور قوی الجثہ تھا اور بڑی تیزی سے اپنے کسی کام کے لئے دوڑتا ہوا جارہا تھا ۔بعض صحابہؓ نے اسے دیکھ کر تحقیر کے طور پر کوئی ایسا لفظ کہا جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ’’جا تیرا برا ہو‘‘اور کہا کہ اگر اس کی جوانی اللہ کے رستہ میں کام آتی تو کیسا اچھا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے یہ سنا تو فرمایایہ کہنے کا کیا مطلب ہوا کہ تیرا برا ہو۔ جو شخص اس لئے تیزی سے کوئی کام کرتا ہے کہ اس سے اپنی بیوی کو فائدہ پہنچائے تو وہ خدا کی ہی راہ میں کام کررہا ہے اور جو شخص اس لئے دوڑتا اور پھرتی سے کام کرتا ہے کہ اپنے بچوں کے کھلانے پلانے کا بندوبست کرے تو وہ خد اہی کی راہ میں کام کررہا ہے ۔ہاں جو شخص اس لئے دوڑتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں اور اس کی طاقتوں کی داد دیں تو وہ شیطان کی راہ میں کام کرتا ہے مگر حلال روزی کے لئے کوشش کرنا اور کما کر گزارا کرنا توجہاد فی سبیل اللہ میں شامل ہے۔‘‘

قبولیتِ دعا کا بھی رزقِ حلال سے تعلق ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ۔ ایک شخص جو آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلاکر یارب یارب پکار کر دعا کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ اس کا کھانا پینا حرام، پہننا حرام اور حرام کھا کر وہ پلا ہے ۔پس اس صورت میں اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے ۔ (مسلم و ترمذی)

رزقِ حلال کمانے والے کو حضور نبی کریم ﷺ نے ان الفاظ میں خوشخبری دی۔ فرمایا:صادق اور امانت دار تاجر قیامت کے روز انبیاء،صدیقین ا ور شھداء کے ساتھ ہو گا۔ (ترمذی کتاب البیوع)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ حرام اور حلال اشیاء واضح ہیں اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے- پس جو لوگ مشتبہات سے بچتے رہتے ہیں وہ اپنے دین کو اور اپنی آبرو کو محفوظ کر لیتے ہیں اور جو شخص شبہات میں گرفتار رہتا ہے بہت ممکن ہے کہ وہ حرام میں جا پھنسے یا کسی جرم کا ارتکاب کر بیٹھے- ایسے شخص کی مثال بالکل اس چرواہے کی سی ہے جو ممنوعہ علاقے کے قریب قریب اپنے جانور چراتا ہے بالکل ممکن ہے کہ اس کے جانور اس علاقہ میں گھس جائیں- دیکھو ہر بادشاہ کا ایک محفوظ علاقہ ہوتا ہے جس میں کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہوتی یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا محفوظ علاقہ اس کے محَارِم ہیں اور سنو!انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب تک وہ تندرست اور ٹھیک رہے تو سارا جسم تندرست اور ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ خراب اور بیمار ہو جائے تو سارا جسم بیمار اور لاچار ہو جاتا ہے اور اچھی طرح یاد رکھو کہ یہ گوشت کا ٹکڑا انسان کا دل ہے۔

(بخاری کتاب الایمان باب فضل استبرا لدینہ-
مسلم کتاب البیوع باب اخذ الحلال)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔اے رسولو!پاکیزہ چیزوں میں سے کھایا کرواور نیک اعمال بجا لاؤ ۔جو کچھ تم کرتے ہو اس کا میں یقیناً دائماً علم رکھتا ہوں ۔ (المؤمنون:52)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:ہر نبی نے قبل ازبعثت بکریاں چرائی ہیں۔صحابہ رضوان اللہ نے عرض کیا کہ کیا رسول اللہؐ نے بھی ؟آپؐ نے فرمایا ہاں چند قیراط کے معاوضے پر میں مکے والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا ۔

(بخاری کتاب ا لاجارۃ باب رعی الغنم علی قراریط)

حضرت آدم علیہ السلام کھیتی باڑی،حضرت ادریس علیہ السلام درزی کا کام اورحضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چرانے کاکام کرتے تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت ہود علیہ السلام تجارت کرکے گزاراکرتے تھے۔ہمارے سیدومولیٰ حضرت محمد ﷺ نے بھی تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا تھا۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جبکہ آدمی یہ پرواہ نہیں کرے گا کہ وہ جو کچھ حاصل کررہا ہے آیا کہ وہ حلال ہے یا حرام ہے ۔(صحیح بخاری ، سنن نسائی)

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے رزق کے حصول میں بھی ہمیشہ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ ہر لحظہ اپنے پروردگار کی خشیت میں بسر کرتے تھے۔فرماتے ہیں کہ میں بسااوقات گھر میں ایک کھجور پڑی ہوئی پاتا ہوں، بھوک کی وجہ سے اٹھا کر کھانے لگتا ہوں پھر خیال آتا ہے کہ صدقہ کی نہ ہو اور وہیں رکھ دیتا ہوں ۔ (صحیح بخاری کتاب اللقطۃ باب اذا وجد تمرۃ فی الطریق)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ابو بکرؓ کا ایک غلام تھا جو ان کی کمائی ان کو دیا کرتاتھا اور ابو بکر وہ کمائی اپنے استعمال میں لاتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لایا تو ابو بکرؓ نے اس میں سے کھایا۔بعد میں غلام نے کہا آپ کو معلوم ہے یہ کیا تھا ؟اس پر ابو بکر نے کہا بتائیں کیا تھا۔ اس پر اس نے بتایا کہ زمانۂ جاہلیت میں میں نے ایک شخص کو اپنے آپ کو کاہن ظاہر کرتے ہوئے دم وغیرہ کیا تھاحالانکہ مجھے یہ فن آتا نہ تھا صرف میری طرف سے یہ ایک دھوکہ دہی تھی۔ آج وہ مجھے ملا تھا اور اس نے اس دم کا مجھے معاوضہ دیا تھا جو یہ تھاجو ابھی آپ نے کھایاہے۔اس پر ابو بکرؓ نے اپناہاتھ منہ میں ڈالا اور جو کچھ کھایا پیا تھا اس سب کی قے کر د۔

(بخاری کتاب فضائل الصحابۃ ۔ باب ایام الجاھلیۃ)

حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ مسلم فوج کے سپہ سالار تھے۔ آپ نے حمص وغیرہ کے کئی علاقے فتح کئے۔ یہودیوں اور عیسائیوں سے جزیہ اور خراج وصول کر کے انہیں مثالی عدل وانصاف مہیا کیا جس سے وہ بے حد خوش تھے اوردینی سلطنت کی خوبیوں کے گیت گاتے تھے۔ لیکن بوجوہ مسلم کمانڈر کو مفتوحہ علاقے خالی کرکے دمشق واپس جانا پڑا۔ حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا یہ تقویٰ ہی تو تھا کہ واپس جانے سے قبل آپ نے وصول شدہ جزیہ اور خراج کی ایک ایک پائی کا حساب کر کے لاکھوں کی رقم غیر مسلموں کو واپس کردی کہ اب ہم آپ کی حفاظت اور خدمت نہیں کر سکیں گے اس لئے اس ٹیکس پر ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔ مسلمانوں کی وہاں سے رخصتی کے وقت مقامی غیر مسلم روتے ہوئے یہ دعائیں دے رہے تھے کہ خدا تم کو پھر واپس لائے کہ آپ جیسا انصاف ہمیں اپنے بھی نہ دے سکے۔

(فتوح البلدان اردوص 143-144 از:ابو الحسن احمد بن یحییٰ)

حضرت حاجی غلام احمد صاحب آف کریام فرماتے ہیں کہ: ان ہی دنوں کا ذکر ہے کہ ایک احمدی اور ایک غیر ازجماعت نمبردار ایک گاؤں کو جا رہے تھے۔ یہ پرانی بات ہے۔ موسم بہار تھا۔ چنے کے کھیت پکے تھے۔ احمدی نے راستے میں ایک ٹہنی توڑ کر منہ میں چنا ڈالا۔ پھرمعاً یہ خیال آنے پر تھوک دیا اور توبہ توبہ پکارنے لگا کہ پرایا مال منہ میں کیوں ڈال لیا۔ اس کے اس فعل سے نمبردار مذکور پر بہت اثر ہوا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ وہ احمدی احمدیت سے پہلے ایک مشہور مقدمے باز، جھوٹی گواہیاں دینے والا، رشوت خور تھا۔ بیعت کے بعد اس کے اندر اتنی جلدی تبدیلی دیکھ کر کہ وہ پابند نماز، قرآن کی تلاوت کرنے والا اور جھوٹ سے مجتنب رہنے والا بن گیا ہے، نمبردار مذکور نے بیعت کر لی اور اس کے خاندان

کے لوگ بھی احمدی ہو گئے۔

حضرت منشی برکت علی خاں صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ شملہ میں ملازم تھے۔احمدی ہونے سے پہلے انہوں نے ایک لاٹری ڈالی ہوئی تھی وہ لاٹری نکلی تو ساڑھے سات ہزار کی رقم ان کے حصے میں آئی۔(اس زمانہ میں)۔انہوں نے حضورؑ سے پوچھا تو حضورؑ نے اسے جوُا قرار دیا اور فرمایا اپنی ذات میں ایک پیسہ بھی خرچ نہ کریں۔حضرت منشی صاحب نے وہ ساری رقم غرباء اور مساکین میں تقسیم کردی۔

اسلام میں رزق حلال اختیار کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے ۔ رزق حلال سے عبادت میں خشو ع و خضوع دعاؤں میں قبولیت پیدا ہوتی ہے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر ہ العزیز فرماتے ہیں۔

اس بات کو کوئی معمولی بات نہ سمجھیں۔ عزت اور وقار اسی میں ہے کہ خود محنت کرکے کمایا جائے۔ اور امدادوں یا وظیفوں کو کبھی مستقل آمدنی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ خداتعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض کی طرح محنت کی کمائی بھی فرض ہے۔آپؐ نے فرمایا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے اور بہت سے فرائض ہیں ان میں یہ بھی فرض ہے کہ محنت کرکے کماؤ اور کھاؤ۔

نمائندگان سے درخواست برائے روزنامہ الفضل لندن آن لائن

تمام نمائندگان روزنامہ الفضل لندن آن لائن سے درج ذیل امورپر مشتمل درخواست ہے۔

1۔ اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو اپنے ہاں پروموٹ کریں ،خود روزانہ مطالعہ کریں اور اپنے علاقوں کی جماعتوں میں اس کے قارئین بڑھانے کی کوشش کریں۔

2۔ جماعتی فنکشنز اور تقاریب کی خبریں بمعہ اچھی ریزیلوشن کی تصاویر کے علاوہ احباب جماعت کی خوشی ، غمی اور کامیابی کی اطلاعات اور بیماروں کی صحت یابی کےاعلانات بھی بھجوائیں ۔ اپنی فیملی اور عزیز و اقارب کے اعلانات بھی بھجوا سکتے ہیں۔

3۔ علمی ، تربیتی، روحانی ، اخلاقی ، ورزشی ، تحقیقی ، تعارفی اور اہم امور پر خود بھی مضامین لکھیں اور اہل علم و قلم دوستوں سے بھی لکھوا کر کثرت سے بھجوائیں۔

4۔ اینڈرائیڈ اور ایپل کی ایپلیکیشنز بن چکی ہیں ۔ اس کو زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اپنے فونز پر لوڈ کرنے کی درخواست کریں۔

5۔ گو آپ کی منظوری متعلقہ ممالک کے لئے ہے تاہم اپنے ارد گرد کے ممالک (جہاں ابھی تک نمائندہ مقرر نہیں ہوا)کی خبریں بھی بھجوائیں۔

6۔ اخبار کو بہتر اور خوبصورت بنانے کے لئے آراء کا بھی استقبال کیا جائے گا۔

7۔ اپنے ای میل ایڈریسز ادارہ ہذا بھجوادیں۔

قارئین سے درخواست

قارئین! مندرجہ بالا امور کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے سے متعلقہ نمائندہ سے تعاون کریں اور اپنے اخبار روزنامہ ’’الفضل‘‘ کے لئے خبریں اور مضامین مہیا کریں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء و کان اللہ معکم و مع احبابکم

سیّد شمشاد احمد ناصر۔امریکہ

امریکہ میں ’’وَسِّعْ مَکَانَکَ‘‘ کی ایک اور جھلک
مجلس خدام الاحمدیہ کیلئے تین منزلہ عمارت کی خرید

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ عالمگیر دنیامیں ہرجگہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت اور دعاؤں کی برکت سے ہرملک،قریہ قریہ،بستی بستی ترقی کی منازل طے کررہی ہےاوراس کی جھلک ہمیں ہرروز اپنے جریدوں،اخبارات،ایم ٹی اے کےذریعہ نظرآرہی ہے۔ خداتعالیٰ کے فضل سےامریکہ میں بھی ایساہی ہورہا ہے۔افرادِجماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے۔مساجداورمشن ہاؤسز کی تعداد میں اضافہ ہورہاہےاوراس کے ساتھ ساتھ یہ بھی محسوس ہوتاہے کہ ہم جہاں بھی مساجد بنا رہے ہیں،جہاں بھی کوئی بلڈنگ خریدتے ہیں،مشن ہاؤسزبناتے ہیں اس کے فوراً بعدہی ضروریات اوربڑھ جاتی ہیں اور وہ عمارت اوربلڈنگ اورمسجدومشن ہاؤس تنگ پڑجاتے ہیں اور اسے پھرکشادہ کرنے کی جماعت تجویزاورسکیم بناتی ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ میں ایک لمباعرصہ سےاپنے نیشنل ہیڈآفس کے لئے جگہ کی تلاش میں تھی۔اگرچہ مسجد بیت الرحمان میری لینڈجوجماعت امریکہ کاہیڈکوارٹرہے،میں خدام الاحمدیہ کے پاس دفترتھا۔مگروہ بڑھتی ہوئی ضروریات کی وجہ سے نہ صرف چھوٹا ہوگیا بلکہ شدت کے ساتھ یہ محسوس ہورہاتھاکہ اب بڑی جگہ لی جائے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایااوران کی یہ دیرینہ خواہش پوری ہوئی اوراللہ تعالیٰ نے انہیں مسجد بیت الرحمان میری لینڈ نیشنل ہیڈکوارٹرآف امریکہ سےصرف نصف میل کے فاصلہ پرایک خوبصورت تین منزلہ عمارت بنی بنائی عطا فرما دی۔الحمدللہ ثُمّ الحمدللہ

صدرصاحب مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ مکرم ڈاکٹرعدیل عبداللہ نے بتایاکہ یہ ہماری دیرینہ خواہش تھی اوراب اللہ تعالیٰ نےہمیں یہ بلڈنگ عطافرمائی ہے۔یہ جگہ نصف ایکڑپرمحیط ہےاور2900پرمربع فٹ ہے۔جس میں چارکمرے ہیں اوریہ تین منزلہ عمارت ہے۔

انہوں نےمزیدبتایاکہ یہ جگہ مجلس خدام الاحمدیہ کےنیشنل ہیڈآفس کےطورپراستعمال ہوگی اور اس کےعلاوہ مہمانوں کےلئے بھی استعمال کی جائے گی۔انہوں نے بتایاکہ اس بلڈنگ کی خریدکےلئےخدام،اطفال اوران کےوالدین اور بزرگوں نے بہت مالی قربانی کی ہے۔بعض بچےتواپنی ساری جمع شدہ پونجی لےآئےاوربعض خدام نےاپنےبنک سےتمام رقم نکلواکراس میں دےدی۔فجزاءھم اللہ احسن الجزاء

صدرصاحب کہتے ہیں کہ جب بعض بزرگوں کواس بارہ میں علم ہوا تو انہوں نےکہاکہ ہم کیوں ثواب کے کام سے محروم رہیں۔ہم بھی اس ثواب میں حصہ لیں گے۔

فجزاءھم اللہ احسن الجزاء

صدرصاحب نے کہاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکراداکرتے ہیں کہ بلڈنگ خدام الاحمدیہ امریکہ کی ضروریات کےلئےملی اورحضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی رہنمائی اور دعاؤں کے بھی شکرگزارہیں۔نیز امیرصاحب امریکہ مکرم صاحبزادہ مرزا مغفوراحمد کے بھی شکرگزارہیں جنھوں نے ہرموقع پرمددفرمائی۔

الحمدللہ علی ذالك

اللہ تعالیٰ تمام مالی قربانی کرنےوالوں کو جزائے خیرعطا فرمائے۔ آمین

عرفان احمد خان ۔ نمائندہ جرمنی

فیروآئی لینڈ میں شعبہ تبلیغ جرمنی کی مساعی

فیروآئی لینڈ نارتھ اٹلانٹک سمندر میں آئس لینڈ اور ناروے کے درمیان ایک18 چھوٹے چھوٹے جزیروں پر مشتمل چھوٹا سا ملک ہے۔ اس کو عالمی سطح پر ڈنمارک کا حصہ سمجھا جاتا ہے لیکن یہ ایک طرح کا خود مختار ملک ہے جس کی پارلیمنٹ بھی ہے اورملک کا انتظام منتخب وزیر اعظم کے ہاتھوں میں ہے۔ آبادی 50 ہزار کے قریب ہے۔ ملک کے دارالحکومت کانامTorshavn ہے۔ Faroese زبان ڈینش سے ملتی جلتی ہے اور سکہ رائج الوقت Faroese Krona ڈینش کرونے کے برابر ہے۔ دونوں کرنسیوں کو ایک جیسی اہمیت حاصل ہے۔ آبی پرندوں کا نظارہ کرنا ہو تو بہترین جگہ ہے۔ یہاں کے عوام اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مذہبی رُجان رکھتے ہیں۔ اکثریت کا تعلق عیسائیت سے ہے اور مارٹن لوتھر کو ماننے والے ہیں۔ملکی معیشت کا زیادہ تر انحصار ماہی گیری پر ہے۔

گزشتہ چند برسوں سے شعبہ تبلیغ جرمنی کی زیر نگرانی تبلیغی کاوشیں جاری ہیں۔ مکرم ڈاکٹر عبد الشکور اسلم اور مکرم راجہ منیر احمد وقتاً فوقتاً تبلیغی دورے کرتے رہے۔ شہروں میں لٹریچر تقسیم کرنے کے علاوہ یونیورسٹی کے پروفیسر صاحبان اور دو شہروں کے میئر صاحبان تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی جس کے نتیجہ میں بفضلِ خدا Faroe Island میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔4افراد پر مشتمل فیملی نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی۔ گزشتہ سال سے اس ملک میں مکرم حافظ فرید احمد خالد نیشنل سیکرٹری تبلیغ اور مکرم راجہ منیر احمد نے 16 دسمبر 2019ء کو Faroe Island کا دورہ کیا تاکہ وہاں جماعتی سنٹر کے قیام اور مربی سلسلہ کے لئے مشن ہاؤس کا قیام عمل میں لایا جا سکے۔ اس دورہ کے دوران جماعتی وفد کو چار ممبران پارلیمنٹ کے علاوہ پارلیمنٹ کے اسپیکر اور وزیر اعظم سے ملاقات کرنے کا نادر موقع ملا۔ وزیر اعظم نے وفد کے ساتھ 25 منٹ ملاقات کی جس کے دوران اُن کو جماعت کا تفصیلی تعارف اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک کتاب تحفہ میں دی گئی۔ اسی طرح دونوں احمدی احباب کو پارلیمنٹ کی کارروائی کے دوران وہاں بیٹھنے کا موقع میسر آیا جس دوران ممبران پارلیمنٹ کو جماعت کے بارہ میں ضروری معلومات فراہم کیں۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد دنیا کے اس حصہ میں جماعت کی رجسٹریشن کروانے کی کوششوں میں برکت ڈالے اور وہاں جلد مشن ہاؤس اور مسجد کی تعمیر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

غلام مصباح بلوچ ۔ کینیڈا

حضرت چوہدری بدر الدین رضی اللہ عنہ راہوں ضلع جالندھر

حضرت چوہدری بدرالدین رضی اللہ عنہ ولد چوہدری کندو خاں صاحب راہوں ضلع جالندھر کے رہنے والے تھے۔ 1905ء میں قبول احمدیت کی توفیق پائی۔ ہجرت کر کے قادیان آگئے تھے اور محلہ دار البرکات میں رہائش رکھی۔ قادیان میں بطور کارکن نظارت دعوت و تبلیغ خدمت بجا لاتے رہے۔ آپ کے پوتے مکرم بشیر الدین احمد حال باب الابواب ربوہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کا نام پہلے بدر بخش تھا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بدل کر بدر الدین رکھ دیا۔ راہوں کے مضافاتی گاؤں اوڑھ میں آپ کی اچھی خاصی زرعی اراضی تھی۔

احمدیت سے تعارف اور پھر اس کی قبولیت کا حال بیان کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

’’ خاکسار بہت چھوٹی عمر سے صراطِ مستقیم کی تلاش میں ٹھوکریں کھاتا ہوا اہل حدیث اور شیعیّت سے چل کر آریہ اور دہریہ عقائد کے تلاطم میں غوطے کھا رہاتھا۔قریب تھا کہ بحرِ ضلالت وگمراہی میں غرق ہوجائے پیارے رب اکبر نے جس کی صفت وثناء تحریر کرنا میری طاقت اور لیاقت سے بہت ہی بالا ہے۔ اپنے فضل اور رحم کا ہاتھ بڑھا کر ڈوبتے کو تھام لیا۔یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور لیکھرام آریہ کا مباہلہ میرے تک پہنچا دیا۔قریباً1903ء ہوگا۔ میں نے جس وقت حضرت مسیح موعودؑ کا مضمون پڑھا میرے مردہ جسم کے اندر بجلی کی طرح زندگی کی روح داخل ہوگئی۔اس روز سے سارے خیالات ترک کرکے حضورؑ کی تحریر وتقریر کا شیدائی بن گیا۔(جو احباب اس راہ میں میرے ممداور معاون ہوئے اللہ تعالیٰ ان پر بڑے بڑے فضل فرمائے۔)اس کے بعد ایک عرصہ تحصیل میں صَرف کرکے اور اس معاملہ کے ہر پہلو پر غور کرکے صداقت کا قائل ہوگیا۔ عملی قدم اٹھاتے وقت قسم قسم کے خطرات او رمشکلات کا بھیانک منظر سامنے آیا کمزوری سے اپنے دل میں یہ فیصلہ کرلیا کہ صداقت کو تو معلوم کرلیا ہے اب خاموش ہوجانا چاہئے۔لوگوں کے پاس ظاہر کرکے مشکلات میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے اور خاموش ہوگیا۔ خاموش ہوجانے کے بعد جن کاموں کے خراب ہوجانے سے خاموشی اختیار کی تھی وہ خراب ہی ہونے شروع ہوگئے اورایک کے سوا سب کے سب خراب ہوگئے۔ وہ ایک کام جو ابھی خراب نہیں ہوا تھا وہ میرے والد مرحوم کاسُود درسُود کا قرضہ تھا۔اس کے متعلق یہ ڈر تھا کہ احمدی ہوجانے کے بعد ساہوکارمجھے بہت ذلیل کرے گا۔جب صرف یہی کام خراب ہونے سے باقی رہ گیا تو مجھے یہ یقین ہوگیا کہ عنقریب یہ بھی خراب ہوگا۔میں نے ہرچہ بادا باد کہہ کر اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر بیعت کا خط لکھ دیااور اعلان کردیا۔

پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل کے دامن میں چھپا لیا اور مسیح موعود علیہ السلام کے حضور حاضر ہو کر بیعت کرلی اور مکرمی شیخ عرفانی صاحب کے ذریعہ خاص ملاقات کرکے استقلال کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تبسم فرماتے ہوئے ’’اچھا بھئی دعا کریں گے‘‘۔بیعت کرنے کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اور آپ کے خوش ہونے کا کیا ذریعہ ہے تو انہوں نے فرمایا کہ میں تو اپنے خوش ہونے کا ذریعہ پوچھنے سے ہی خوش ہوگیا۔ حضرت صاحبؑ کے خوش ہونے کا ذریعہ یہ ہے کہ بار بار ان کے حضور خط لکھا جائے۔ پس حکیم جسمانی اور روحانی (یعنی خلیفۂ اول رضی اللہ تعالیٰ)کا بتایا ہوا یہ نُسخہ میں نے اس التزام کے ساتھ پکڑا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں بے تعداد خطوط لکھے۔میری کثرتِ خطوط کو حضرت مفتی محمد صادق صاحب نےؓ اخبار بدر میں بھی ذکر کیا ہے۔ مجھے اس وقت حوالہ یاد نہیں ہے کہ اس کے بعد چند روز کے لئے پھر قادیان میں حاضر ہوکر حضرت صاحبؑ کی زیارت سے دوبارہ مشرف ہوا۔دونوں دفعہ حاضر ہونے کے وقت کی سُنی ہوئی چند باتیں تحریر کرتا ہوں۔

(1) ایک روز سیر میں جاتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ مجھے قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىہَا کا ترجمہ شعر کے رنگ میں معلوم ہواہے۔ ؎

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اُس کو پاوے

(2) اُن دنوں میں عبدالحکیم مُرتد نے اپنے خط میں لکھا تھاکہ مجھے بھی اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ کا الہام ہوا ہے۔ حضرت صاحب اپنی مجلس میں بار بار اس پر زور دیتے تھے۔دیکھو اس کے لئے کوئی پُر سش نہیں، کوئی مخالفت نہیں، و ہی دعویٰ کرکے میں تو واجب القتل اور وہی دعویٰ کرکے یہ (عبدالحکیم)بھلا مانس۔

(3) فیروز خاں نمبر دار (راہوں نے اُنہوں نے بھی اسی دن میرے ساتھ ہی بیعت کی تھی۔)خاص ملاقات کر کے عرض کیا کہ میں نے تو بیعت کرلی ہے میری دولڑکیوں کا رشتہ غیر احمدی لڑکوں سے مقرر ہوچکا ہے۔ میں اس نسبت کو جو بطور منگنی کے ہے توڑ نہیں سکتا حضور دعا فرمائیں کہ وہ لڑکے احمدی ہوجائیں۔حضور نے فرمایا کہ دعا کریں گے۔ چنانچہ ایک لڑکا تو احمدی ہوکر فوت ہوچکا ہے۔دوسرا ابھی زندہ مگر سخت مخالف ہے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں انجمن احمدیہ راہوں ضلع جالندھر کا سیکرٹری تھا۔میں نے کوشش کی تھی کہ قادیان میں حضو ر کے قدموں میں پہنچ جاؤں مگر کامیابی حضورؑ کی حیات میں نہ ہوئی۔

1913ء میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ کے زمانہ میں قادیان میں آکر صدر انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں کام کرتا رہا۔زیادہ عرصہ مہتمم مہمان خانہ ولنگر خانہ رہاہوں او راس وقت دعوت تبلیغ میں بطور مبلغ کے دورۂ تبلیغ ساندھن ضلع آگرہ کا انچارج ہوں۔ایسے موقع اور صورت کی تلاش میں ہوں کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت سلسلہ کے لئے اپنی جان او رمال اور اولاد نثار کرکے جناب الٰہی کی رضا حاصل کروں۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرماوے۔ آمین۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 7 صفحہ 99,98)

روایات میں آپ نے حضرت مفتی محمد صادقؓ کی طرف سے آپ کے کثرت خطوط کا ذکر کیا ہے، یہ ذکر حضرت مفتی محمد صادقؓ نے دورہ راہوں ضلع جالندھر کا احوال درج کرتے ہوئے کیا ہے، حضرت مفتی صاحبؓ لکھتے ہیں:

’’یہاں پر منشی بدر بخش صاحب محرر چونگی سے بھی ملاقات ہوئی جو اُن صاحبان میں سے ہیں جو حضرت اقدسؑ مسیح موعود کی خدمت اقدس میں دعاؤں کے واسطے خطوط لکھنے میں بہت ہی چست تھے۔ منشی صاحب ایک جوشیلے نوجوان ہیں۔‘‘

(بدر 17جون 1909ء)

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی(وصیت نمبر 352) تھے اور1/8حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی۔ مورخہ 9 مارچ 1945ء کو بعمر 72 سال وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے، اخبار الفضل نے خبر وفات دیتے ہوئے لکھا:

’’افسوس چودھری بدر الدین صاحب محلہ دار البرکات قادیان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے، آج بعمر 72 سال وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ بعد نماز جمعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مرحوم کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ احباب بلندیٔ درجات کے لیے دعا فرمائیں۔‘‘

(الفضل 10مارچ 1945ء)

آپ کی اہلیہ کا نام محترمہ عطر بی بی تھا جنہوں نے مورخہ 26ستمبر 1952ء کو بعمر قریباً 77 سال چنیوٹ میں وفات پائی اور

بوجہ موصیہ (وصیت نمبر 913) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ (الفضل 10 اکتوبر 1952ء صفحہ 2)

اولاد میں تین بیٹے تھے:

1۔ مکرم چوہدری عطاء اللہ خان ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ (ان کے آگے دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں)

2۔ مکرم چوہدری قمر الدین محلہ دار الرحمت ربوہ سابق مینجر اشتہارات اخبار الفضل (ان کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں)

3۔ مکرم چوہدری جمال الدین (ولادت: 1926ء۔ وفات:18مئی 1987ء مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) آپ نے جوانی میں قدم رکھتے ہی سلسلہ کے کاموں میں سرگرمی سے حصہ لینا شروع کر دیا۔ اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی حفاظت پر معمور کر رکھا تھا، آپ کے خاندان میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بعض ایسی نایاب تصاویر محفوظ ہیں جن میں آپ ڈیوٹی پر کھڑے نظر آرہے ہیں۔ تحریک وقف جدید کے آغاز پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کو زندگی وقف کر کے اس تحریک میں شامل ہونے کا ارشاد فرمایا چنانچہ آپ نے تمام زندگی وقف جدید کے تحت بطور مبلغ و معلم مختلف جماعتوں میں گزاری۔ لاٹھیانوالہ ضلع فیصل آباد میں وفات پائی اور بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔وصیت نمبر 11291۔ ان کی اولاد میں تین بیٹے اور ایک بیٹی حیات ہیں۔

بقیہ از صفحہ نمبر8۔حضرت مصلح موعودؓ اور نہرورپورٹ

سر انجام دے رہی ہے‘‘

(مشرق 22 ستمبر 1927 ء)

ایک معزز تعلیم یافتہ غیر احمدی نہرو، رپوٹ کا مطالعہ کرنے کہ بعد اس قدر متأثر ہوئے کہ انہوں نے سیکرٹری ترقی اسلام کے نام خط میں لکھا ۔

’’میری طبیعت بہت چاہتی ہے کہ حضرت خلیفہ صاحب کو دیکھوں اور ان کی زیارت کروں کیونکہ میرے دِل میں ان کی بہت وقعت ہے... آپ براہِ مہربانی حضرت صاحب کی خدمت میں اس احقر کا سلام عرض کر دیجئے اور یہ بھی کہہ دیجئے کہ ایک خادم کی طرف سے مبارک باد قبول فرمائیں کہ آپ نہایت خوش اسلوبی سے ایسے خطرناک حالات میں جس سے (۔) اس وقت گزر رہا ہے اس کو بچا رہے ہیں اور نہ صرف مذہبی خبر گیری کر رہے ہیں بلکہ سیاسی معاملات میان بھی رہنمائی فرمارہے ہیں۔ میں نے جنابِ والا کے خیالات کو نہرو رپورٹ کے متعلق جس نے آپ کی وقعت کو میری آنکھوں میں اور بڑھا دیا ہے اور میں جہاں آپ کو ایک زبر دست مذہبی عالم سمجھتا ہوں اس کے ساتھ ہی ایک ماہر سیاستدان بھی سمجھنے لگا ہوں‘‘

ہے اکیلا کفر سے زور آزما
احمدی کی روحِ ایمانی تو دیکھ

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

ONLINE EDITION

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ندیم احمد فرخ

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اور نہرو رپورٹ

آپؓ کی خدمتِ دین وملت کے لوگ معترف ہوئے اورزبردست الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا

نہرو ر رپورٹ ایک ایسی دستاویز تھی کہ جس میں سارے کے سارے حقوق کے حق دار ہندوؤں کو قرار دیا گیا تھا اور تمام قسم کے مسلمانوں کے حقوق کو پامال کر دیا گیا تھا اس رپورٹ کی تیاری کا پیش خیمہ سائمن کمشن کا بائیکاٹ تھا۔

دراصل ہندوستان کے آئینی مسائل کے حل کے لئے حکومت برطانیہ نے8 نومبر 1927 ء میں ایک کمشن مقرر کیا یہ کمشن 1918 ء کے چیمسفورڈ سکیم کے مطابق حکومت برطانیہ نے فیصلہ کیا تھا کہ ۔ ہر دس سال بعد ایک کمشن ہندوستان بھیجا جایا کرے جو کہ اس بات کا اندازہ لگائے کہ کیا ہندوستان مزید ذمہ داریوں کا اہل ہو چکا ہے اور یہ بھی اندازہ لگایا جائے کہ کیا ہندوستان کے لئے جو حقوق تفویض کئے گئے ہیں ان کا صحیح استعمال بھی کر رہا ہے کہ نہیں اگر استعمال صحیح نہیں کر رہا تو یہ حقوق واپس لے لئے جائیں ؟ اس سلسلہ میں حکومت برطانیہ نے 1927ء کے آخر میں ایک کمشن ہندوستان بھجوانے کا اعلان کیا جس کے سربراہ انگلستان کے مشہور بیرسٹر سر جان سائمن مقرر ہوئے مگر چونکہ اس کمشن میں کوئی ہندوستانی شامل نہ تھا اس لئے تمام سیاسی و غیر سیاسی جماعتوں نے اس کمشن کا بائیکاٹ کر دیا۔اس وقت میں سیدناحضرت مصلح موعودؓ نے مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے ایک کتابچہ بعنوان ’’مسلمانِ ہند کے امتحان کا وقت‘‘ شائع فرمایا اور مسلمانوں کو مرحلہ پر تجاویز دیں۔

اس رپورٹ کو تیار کرنے کے لئے کانگریس نے ایک نام نہاد آل پارٹیز کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں ہندوستان کا دستور اساسی تشکیل کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی یہ سب کمیٹی مندرجہ ذیل دس افراد پر مشتمل تھی۔

1۔ پنڈت موتی لال نہرو 2 ۔مسٹر سبھاش چندر بوس (نمائندہ کانگریس) 3۔مسٹر ر اینی 4۔مسٹر جیا کار(نمائندہ ہندو مہا سبھا) 5۔سر تیج بہادر سپرو (نمائندہ لیبرل فڈریشن) 6۔ مسٹر پردھان(غیر برہموں کے نمائندہ) 7۔سر علی امام 8۔ مسٹر شعیب قریشی(نمائندہ مسلمان ہند) 9۔ سردار منگل سنگھ(نمائندہ سنگھ لیگ) 10۔ مسٹر جوشی (مزدوروں کی طرف سے)

کمیٹی کے دس افراد میں سے صرف 2 مسلمان نمائندگان تھے مگر ان دو میں سے بھی سر علی امام صاحب اپنی بیماری کی وجہ سے سرف ایک اجلاس میں ہی شامل ہو سکے مگر مسٹر شعیب قریشی برابر شریک ہوتے رہے لیکن اسی اثناء میں ان پر اس بات کا بھید کھلا اور سخت مایوسی ہوئی کہ اس دستور میں سارے کے سارے حقوق ہندوؤں کو مل جائیں گے اور مسلمان اقلیت ہو جائیں گے حتیٰ کہ اس رپورٹ میں ان مطالبات کو بھی رد کر دیا گیا جو کہ کانگریس پہلے ہی منظور کر چکی تھی ۔ یہ رنگ دیکھ کر شعیب قریشی صاحب الگ ہو کر بیٹھ رہے اور انہوں نے رپورٹ پر دستخط تک نہیں کئے پنڈت موتی لال صاحب نہرو نے ، ان کی جگہ چوہدری خلیق الزماں صاحب اور تصدق احمد خان صاحب شروانی لے لئے ۔

یہ تھی جناب پنڈت موتی لال صاحب نہرو کی نہرو رپورٹ کی تیاری جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان ہندوؤں کے محکوم اور غلام بن کر رہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی دور اندیش نگاہ نے اس سازش کو بھانپ لیا تھا چنانچہ آپ نے الفضل کے ذریعہ سے اپنی رائے کا باقساط اظہار شروع کردیا جو ’’نہرو رپوٹ اور مسلمانوں کے مصالح‘‘ کے عنوان سے 2۔اکتوبر1928ء سے 2 نومبر 1928ء تک سات اقساط میں مکمل ہوا تھا ۔ اس تبصرہ کے آغاز میں سب سے پہلے آپ نے رپورٹ کی اندرونی شہادتوں کے ذریعہ سے ثابت کیا کہ کسی طرح بھی یہ نہرو کمیٹی برصغیر کی نمائندہ کمیٹی نہیں ہے پھر آپ نے سب سے پہلے مسلمانوں کے سات بنیادی مطالبات پر روشنی ڈالی جو مندرجہ ذیل تھے۔

1۔حکومت کا طریق فیڈرل یا وفاقی ہو

2۔ جن صوبوں میں کسی قوم کی اقلیت کمزور ہو اسے اپنے حق میں زیادہ ممبریا ں دی جائیں۔

3۔کم از کم پنجاب اور بنگال میں جداگانہ طریق انتخاب جاری رہے۔

4 ۔صوبہ سرحد اور بلوچستان کو دوسرے صوبوں کے برابر حقوق دیئے جائیں اور سندھ کو الگ صوبہ بنایا جائے۔

5۔کسی صوبہ میں بھی اکثریت کا اقلیت کی زبان یا اس کی طرزِ تحریر میں مداخلت کا حق حاصل نہ ہو ۔

6۔حکومت مذہب یا مذہب کی تبلیغ میں دخل دینے کی مجاز نہ ہو ۔

7۔ان حقوق کو دستورِ اساسی میں اس وقت تک نہ بدلا جاسکے جب تک منتخب شدہ ممبران میں سے دو تہائی اس کے بدلنے کی رائے نہ دیں ۔

نیز آپ نے مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

’’میں یہ نہیں کہتا کہ ہندوستان کی آزادی کی کوشش نہ کرو جب کہ انگلستان نے فیصلہ کر دیا ہے کہ ہندوستان کو نیابتی حکومت کا حق ہے اس کے لئے جو جائز کوشش کی جائے اس میں دوسرے بھائیوں کو شریک کریں ، مگر جو جو چیز مجھ پر گراں ہے اور میرے دِل کو بٹھائے دیتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے حقوق کی حفاظت کئے بغیر آئندہ طریقِ حکومت پر راضی ہو جائیں ۔ اس کے نتائج نہایت تلخ اور نہایت خطرناک نکلیں گے اور مسلمانوں کو چاہئے کہ جب تک کہ وہ دونوں مسلم لیگ کی پیش کردہ تجاویز کو قبول نہ کرلیا جائے اس وقت تک وہ کسی صورت میں بھی سمجھوتے پرراضی نہ ہوں، ورنہ بہت خطرناک صورت پیدا ہو گی اس کا تصّور کر کے بھی دِل کانپتا ہے‘‘

بلکہ آپ نے مسلمانانِ ہند کے سامنے ایک مفصل طریقِ عمل رکھا کہ اب اس صورتِ حال میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے اس سلسلہ میں آپ نے چار نہایت اہم تجاویز پیش کیں کہ اب ہم نے اس طریق پر عمل کرنا ہے اور اس تبصرہ میں حضور نے یہ بھی وعدہ فرمایا کہ۔

’’میں اور جماعتِ احمدیہ باقی تمام مسلمان فرقوں کے ساتھ مل کر ہر قسم کی جدوجہد کرنے کے لئے تیار ہیں اور میں احمدیہ جماعت کے مضبوط اور وسیع نظام کو اس (دینی) کام کی اعانت کے لئے تمام جائز صورتوں میں لگا دینے کا وعدہ کرتا ہوں‘‘

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کا بیان فرمودہ نہرو رپورٹ پر تبصرہ ’’مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ‘‘ کے عنوان سے کتابی صورت میں شائع بھی کیا گیا اور کلکتہ اور دہلی جو کہ ان دنوں سیاسی سرگرمیوں کے مرکز تھے ان شہروں میں خاص طور پر شائع کیا گیا تھاکیونکہ کانگریس،مسلم لیگ،مجلس خلافت، اور دوسری جماعتوں کے اجلاسات منعقد ہوتے تھے اس کتاب کو تمام حلقوں نے بہت سراہا اور اس تبصرہ کو بنگالی زبان میں بھی شائع کیا گیا تھا جو کہ اہل بنگال میں بہت مقبول ہوا۔ چنانچہ سیّدنا حضرت مصلح موعود کی اس خدمتِ دین و ملت کے لوگ معترف ہوئے اور زبردست الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ۔

اس زمانہ کے رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر نے اپنے اخبار ’’ہمدرد‘‘نے26 مئی 1927 ء میں لکھا کہ

’’ناشکری ہو گی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنھوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلافِ عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں... اور وہ وقت دور نہیں جب مسلمانوں کے اس منظم فرقے کا طرز عمل سوادِ اعظم کیلئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمتِ اسلام کے بلند و بانگ ورد باطن ہیچ دعاوی کے خو گر ہیں مشعلِ راہ ثابت ہوگا جن احباب کو جماعتِ قادیان کے اس جلسہ عام میں جس میں مرزا صاحب موصوف نے اپنے عزائم اور طریقِ کار پر اظہار خیالات فرمایا شرکت کا شرف حاصل ہوا ہے وہ ہمارے خیال کی تائید کئے بغیر نہیں رہ سکتے‘‘ (ہمدرد دہلی 26 ستمبر1927ء)

جناب سید حبیب مدیر روزنامہ سیاست نے لکھا

’’مذہبی اختلاف کی بات چھوڑ کر دیکھیں تو جناب مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے میدانِ تصنیف و تالیف میں جو کام کیا ہے وہ بلحاظ ضخامت و افادہ تعریف کا مستحق ہے... آپ کی سیاست کا ایک زمانہ قائل ہے اور نہرورپورٹ کے خلاف تمام مسلمانوں کو مجتمع کرنے میں مسائل حال پراسلامی نقطہ نگاہ سے مدلل بحث کرنے کی صورت میں آپ نے بہت ہی قابلِ تعریف کام کیا ہے‘‘ (سیاست 2 نومبر 1930 ء)

مولانا عبدالمجید سالک لکھتے ہیں کہ۔

’’جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اس تبصرہ کے ذریعہ سے مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے جو کام بڑی بڑی اسلامی جماعتوں کا تھا وہ مرزا صاحب نے انجام دیا‘‘ (انقلاب 16 نومبر1930 ء)

اخبار مشرق گور کھپور نے لکھا کہ ۔

جناب مرزا صاحب جماعت احمدیہ کے احسانات تمام مسلمانوں پر ہیں آپ ہی کی تحریک سے ورتمان پر مقدمہ چلایا گیا آپ ہی کی جماعت نے رنگیلا رسول کے معاملہ کو آگے بڑھایا ، سر فروشی کی اور جیل خانے جانے سے خوف نہیں کھایا ، آپ ہی کے پمفلیٹ نے جناب گورنر صاحب بہادر پنجاب کو عدل و انصاف کی طرف مائل کیا آپ کا پمفلیٹ ضبط کر لیا گیا مگر اس کے اثرات کو زائل نہیں ہونے دیا اور لکھ دیا کے اس پوسٹر کی بندش محض اس لئے ہے کہ اشتعال نہ بڑھے اور اس کا تدارک نہایت عادلانہ فیصلے سے کر دیا اور اس وقت ہندوستان میں جتنے فرقے مسلمانوں کے ہیں سب کسی نہ کسی وجہ سے انگریزوں کا یا ہندوؤں یا دوسری قوموں سے مرعوب ہو رہے ہیں صرف اب تک احمدی جماعت ہے جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح کسی فرد یا کسی جمعیت سے مرعوب نہیں ہے اور خالص (۔) کام

باقی صفحہ 7 پر

طلوع و غروب آفتاب

21مارچ2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:09	18:32
مدینہ منورہ	05:09	18:32
قادیان	05:09	18:40
ربوہ	04:50	18:23
اسلام آباد ٹلفورڈ	09:09	18:18